Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ سوموار ۱۱ شعبان ۱۴۰۹ھ ۲۰ امان ۱۳۶۸ ہش، ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء نمبر ۶۷

دعا

"جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلوب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے" (ایام صلح ص۷)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی ہیں۔ شہد ہی کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس اور کارآمد شے تیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے۔ وہ اس کو پا لیتا ہے نہ صرف پا لیتا ہے بلکہ میرا تو ایمان ہے کہ وہ اس کو دیکھ لیتا ہے۔ ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں ہمارا مذہب جو روحانی علوم مبتدی کے لئے ہونا چاہئیں، یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی، پھر اس کی صفات کی واقفیت پیدا کرے۔ ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہنچ جائے۔ تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفاتِ کاملہ پر اس کو اطلاع مل جاوے گی۔ مگر اس کی روح اندر سے بول اٹھے گی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پا لیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے اور انسان محسوس کرلے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اس کی صفات سے واقفیت حاصل ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب اِدھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے اور یہی توبہ ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۳۷)

"انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترکِ شر دوسرا افاضۂ خیر۔ ترکِ شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا۔ جبتک اس کے ساتھ افاضۂ خیر نہ ہو یعنی دوسروں کو نفع بھی پہنچائے اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس قدر تبدیلی کی ہے اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی صفات پر ایمان ہو اور ان کا علم ہو جبتک یہ بات نہ ہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا۔ دوسروں کو نفع پہنچانا تو بڑی بات ہے۔ بادشاہوں کے رعب اور تعزیراتِ ہند سے بھی تو ایک حد تک ڈرتے رہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے۔ کیا اس کی کوئی اور وجہ ہے بجز اس کے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۳۸)

نمایاں کارگردگی

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ضلع لاہور نے وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امسال اپنا سال رواں کا مقررہ کوٹہ پورا کر لیا ہے۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب واقفین و واقفات عارضی اور اراکین سلسلہ کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس مبارک روحانی تحریک کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے میں معاونت فرمائی۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن ———— وقف عارضی)

ضروری اعلان

"تحریک وقف نو" کے سلسلہ میں بفضلِ خدا کثرت سے احباب اپنے نومولود بچوں کی تصاویر ادارہ الفضل کو بغرض اشاعت بھجوا رہے ہیں۔ مگر بعض والدین کی طرف سے مطلوبہ کوائف مکمل طور پر تصویر کی پشت پر نہیں لکھے ہوتے۔ براہ کرم نوٹ فرمائیں کہ ہر تصویر کی پشت پر مندرجہ ذیل کوائف کا درج کرنا ضروری ہے

۱۔ نومولود کا نام (۲) والد کا نام اور ان کا ایڈریس (۳) تاریخ پیدائش

تصویر بلیک اینڈ وائٹ اور پاسپورٹ سائز ہو۔ صرف ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے (وقف شدہ) بچوں کی تصاویر بھجوائیں۔ صرف ایک تصویر بھجوانا کافی ہوگا۔

ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ امان ۱۳۶۸ ہش ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء

ملکی حالات میں بہتری

ہمیں یہ خوش فہمی تو ہرگز نہیں کہ ہماری آواز ایوانوں میں پہنچتی ہے اور وہ جو ملکی حالات کی نبض پر انگلیاں رکھتے ہیں اس آواز سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس اثر کے ماتحت ملکی حالات میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ لیکن یہ خوش فہمی ہمیں ضرور ہے کہ وہ خدا جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور جو نہ صرف کہی ہوئی باتوں بلکہ ان کہی باتوں سے بھی آگاہ ہے اور وہ خدا جو دعا کے رنگ میں کہی گئی باتوں کو سنتا ہے اور جو اپنے بندوں کی دعائیں سن کر دنیا کے حالات میں ایک تبدیلی اس طرح لے آتا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی کہ ہوا کیا۔ ہاں وہ خدا ہماری باتوں کو سنتا ہے اس کے ایوان میں ہماری باتیں اسی طرح پہنچتی ہیں جس طرح آمنے سامنے بیٹھے دو شخص باتیں کر رہے ہوں اور جب دعائیں سنی جاتی ہیں تو اس خدا کی ہستی میں اور اس کی طاقتوں میں ایمان اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

چند روز ہوئے ہم نے اس کالم میں کہا تھا کہ ملکی حالات کے مفاد میں مرکز اور صوبوں کی آپس میں صلح ہونی چاہیئے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ کہتے ہوئے کون سا صوبہ مدنظر ہو سکتا تھا اب خدا کے فضل سے خبریں آنی شروع ہو گئی ہیں کہ مرکز اور اس صوبہ میں تنازعہ ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کو بھی داد ملنی چاہیئے اور اس صوبے کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف صاحب کو بھی جنہوں نے کہا ہے کہ ماضی کو بھول کر اب نیا دور شروع کر رہے ہیں۔

اگر ہم یہ کہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری نحیف سی آواز کو سن کر حالات تبدیل کر دیئے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ حالات بہتر ہونے سے ہمیں خوشی ہوئی ہے اور دعا قبول ہو جانے سے ہمارے سمیع و بصیر خدا میں ہمارا ایمان اور بھی مضبوط ہوا ہے۔ آیئے ہم مزید دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے استحکام کی خاطر ہمارے سیاسی راہنماؤں کو مل جل کر کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

تو مکیں ہے مرا مہمان نہیں
چھوڑ کے جانا تری شان نہیں
میں کہ تیرا ہوں مجھے اپنا سمجھ
میں تقاضائے وفا سے کوئی انجان نہیں

ـــ ابوالاقبال

ہے اشک فشانی نہ کوئی آہ و بکا ہے
لب پر تیری آمد کے لئے حرفِ دعا ہے

خم ہے سرِ تسلیم جو ہونا ہے وہ ہو لے
دل ہے کہ بڑے شوق سے راضی برضا ہے

آہیں کسی دیوار سے رک کے نہیں رکتیں
کٹ جائے گا مظلوم پہ جو ہاتھ اٹھا ہے

جو امن و اماں کے ہیں پرستار، سمجھ لیں
ہاتھ اس کا پکڑ لینے میں ظالم کا بھلا ہے

جینا یہی جینا ہے کہ جینے دو سبھی کو
ہم نے تو زمانے کو یہ پیغام دیا ہے

جو درپئے آزار ہیں وہ اپنی سی کر لیں
اپنی تو ہر اک بات ہی مانندِ صبا ہے

جو راست ہے ناراست سے دبنے نہیں پاتا
ہوگا کبھی ایسا، نہ کبھی ایسا ہوا ہے

جو راہ میں بھٹکائے وہ رہزن سے بھی بدتر
منزل پہ جو لے جائے وہی راہ نما ہے

رنگینیٔ محفل کے تو ضامن ہیں وہی لوگ
ظرف اوروں سے بڑھ کر جنہیں قدرت نے دیا ہے

میں جس سے بہت دور ہوں وہ پاس ہے میرے
یہ کام محبت کے کرشمے نے کیا ہے

کیوں کرتا ہے بدنام نسیمؔ اپنے جنوں کو
تو نے تو ہر اک کام خرد ہی سے لیا ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر کا

علوم ظاہری سے پُر ہونے کا درخشندہ ثبوت

مرزا خلیل احمد قمر ربوہ

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت ہی اہم دن ہے۔ کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دین حق کے مخالفین کو زندہ و تابندہ نشان دکھانے کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور جو دعائیں کی تھیں یہ ان دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے۔ آج کے دن آپ نے خدا تعالیٰ سے خوشخبری پاکر ایک اولوالعزم فرزند موعود کے پیدا ہونے اور اس کے ذریعہ دین حق کے غلبہ کے غیر معمولی سامان ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی یہ پیشگوئی عرف عام میں پیشگوئی فضل عمر کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اولوالعزم فرزند موعود کی عظیم الشان صفات سے آگاہ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم ہوگا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا" (از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

خدائی خوشخبریوں کے مطابق یہ موعود لڑکا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اسی روز شرائط بیعت کا اعلان فرماکر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس سے ایک اہم تعلق واضح ہو جاتا ہے جو حضرت فضل عمر کی پیدائش کو جماعت احمدیہ کے قیام اور دین حق کے غلبہ سے ہے۔

یوں تو پیشگوئی فضل عمر ایک بہت تفصیلی پیشگوئی ہے۔ جس کا ہر فقرہ اپنی جگہ ایک الگ پیشگوئی کا حامل ہے۔ مگر ذیل میں صرف حضور کے علوم ظاہری سے پر ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت فضل عمر کی تعلیم

علوم سے پر ہونے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لازماً یہ خیال ذہن میں آتا ہے کہ اس فرزند موعود نے کوئی بہت اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوگی۔ اس کے بارہ میں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ آپ کی صحت بچپن ہی سے خراب رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مصلحت الٰہی بھی تھی کہ آپ سکولوں میں کچھ زیادہ تعلیم حاصل نہ کریں۔ آپ شروع سے ہی سکول میں تعلیمی لحاظ سے کمزور لڑکوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس بات کا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو بھی احساس تھا۔ حضرت اقدس نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو (جو اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر تھے) جنوری ۱۹۰۵ء کو ایک خط تحریر فرمایا جو یہ ہے۔

"آپ کو معلوم ہے کہ محمود احمد پڑھائی میں بہت کمزور ہے اس لئے میرے نزدیک یہ تجویز مناسب ہے کہ آپ تجویز کردیں کہ ایک ہوشیار طالب علم ایک وقت مقرر کرکے اس کو پڑھایا کرے جو کچھ آپ مقرر کریں اس کو ماہ بماہ دے دیا جائیگا"

اور اسی سلسلہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں۔

"آپ (حضرت میاں محمود احمد صاحب) اسکول میں پڑھتے تھے۔ مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے۔ لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں بڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے فرزند ہیں"

الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

یہ ایک ایسے بزرگ کی شہادت ہے جو حضرت اقدس کے پرانے رفیق اور سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اس سے حضرت فضل عمر کی دنیوی تعلیم کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت فضل عمر اپنی صحت اور تعلیمی حالت کے بارے خود فرماتے ہیں۔

"آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی عظم طحال کی شکایت اور پھر اس کے ساتھ بخار کا شروع ہو جانا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا اور میری پڑھائی سے متعلق بزرگوں کا یہ فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا چاہے پڑھے اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا"

(الموعود ص ۱۰)

اسی سلسلہ میں حضرت فضل عمر مزید فرماتے ہیں۔

"دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو یہ ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا۔ اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔ گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں"

مندرجہ بالا اقتباس سے حضرت فضل عمر کی دنیاوی لحاظ سے تحصیل علم کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ باوجود یہ کہ آپ کی باقاعدہ تعلیم معمولی سی تھی۔ جس کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ چونکہ آپ ہی پیشگوئی کے مصداق تھے۔ اور فضل عمر کا علوم ظاہری و باطنی سے پر ہونا ضروری تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو علوم ظاہری و باطنی خود عطا فرمائے۔ اس سلسلہ میں حضور خود فرماتے ہیں۔

"وہ ظاہری و باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا اور فرشتے وہ علوم اسے پڑھائیں گے۔ جو دین کے لئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسی تربیت کی ہر علم میں مجھے ملکہ عطا فرمایا۔ اور ہر قسم کے علوم سکھائے"

(تقریر لدھیانہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے پاس علوم باطنی ہی نہیں بلکہ علوم ظاہری کا بھی ایک خزانہ تھا۔ آپ نہ صرف دنیا کے ہر علم سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ بلکہ ہر علم پر محاکمہ فرماتے تھے۔ اور جملہ دنیوی علوم کے نقائص اور خامیوں سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اور ان پر تنقید بھی کرتے تھے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے حضور کو دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ آپ کے پاس ہر قسم کے ماہرین علم ملاقات کے لئے آتے تھے۔ وہ آپ کے تبحر علمی پر مبہوت ہوئے بغیر نہ رہتے۔

وسعت مطالعہ

حضرت فضل عمر کے سپرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خدائی جماعت کی قیادت کی گئی تھی۔ جس کی اکثریت تعلیم یافتہ تھی۔ جس کے لوجہ اللہ ان میں مختلف علوم کے جاننے والے ہی نہیں بلکہ ماہر بھی تھے۔ آپ ان کی مشکلات دور کر کے موجودہ زمانہ کے علمی اور سائنسی مسائل کا تدارک فرماتے، کہیں سائنس اور مذہب کے ٹکراؤ کو دور کرتے اور کہیں انسان کے چاند پر پہنچنے کی توجیہہ فرماتے تو کہیں تاریخی مسائل کو بیان فرماتے اور کہیں ماہر عمرانیات کی عقدہ کشائی فرماتے کبھی تصوف کے مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے تو کہیں اخلاقیات کے نظریئے کو الم نشرح کرتے۔ کہیں اسلام اور سوشلزم کا نزاع اور کہیں اسلام اور کمیونزم کا جھگڑا۔ کہیں دیگر مذاہب کا موازنہ تو کہیں بد رسوم کے خلاف جہاد، غرض اس طرح کے مختلف النوع مسائل کو سلجھانے کے لئے ایک وسیع مطالعہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت فضل عمر کی زیر مطالعہ کتب کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ حضور رحمہ اللہ نے مختلف علوم کی بے شمار کتب کا مطالعہ کیا تھا۔ ذیل میں صرف ان علوم کی کتب کے نام دیئے جارہے ہیں جن پر حضرت فضل عمر نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہیں۔

کتب	تعداد
سلسلہ احمدیہ	۱۶۲۰
انگریزی لٹریچر	۱۳۳۵
اردو ادب	۸۱۶
تاریخ و سوانح	۴۸۰
سوشل سائنسز اقتصادیات سیاست قانون وغیرہ	۴۹۰
عربی ادب	۳۰۳
علم تصوّف	۳۰۶
عیسائیت	۱۸۰
فلسفہ و نفسیات	۱۸۰
علم تفسیر	۱۷۷
ہندو سکھ مذہب	۱۵۷
اہل سنت والجماعت	۱۵۰
علم حدیث	۱۴۲
اسلام بزبان انگریزی	۱۴۲
علم الکلام	۱۳۶
جغرافیہ و علوم متعلقہ	۱۳۵
علم فقہ	۱۰۱
ہومیوپیتھی	۹۵
طب یونانی	۸۰
متعلقہ کمیونزم	۷۵
مافوق العادات و عجائبات	۷۴
ہیئت حساب	۵۰
شیعیت	۳۵
بہائیت	۳۵
کتب حوالہ جات انسائیکلوپیڈیا یا لغات وغیرہ	۱۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدھ مت ۵۰
ایمبیھی ۳۶

(ماخوذ الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۶ء)

ذیل میں حضرت فضل عمر کی مختلف علوم پر کتب اور خطبات کا ذکر کر کے یہ دکھانا مقصود ہے کہ یہی وہ محمود ہے جو اپنے کاموں سے پیشگوئی کی ایک ایک شق کا مصداق ہے۔

علم الکلام

آپ نے دین حق کے بنیادی عقائد نہایت مدلل اور احسن پیرائے میں بیان فرمائے آپ کا طرز بیان ایسا سادہ اور واضح اور بلیغ ہوتا کہ مشکل اور ادق مسائل بھی ایسی عام فہم زبان میں بیان فرماتے کہ عام آدمی بھی ان مسائل کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آپ نے دین حق پر کئے جانے والے تمام اعتراضات کے ایسے مسکت اور مدلل جواب دیئے ہیں کہ اعتراض کرنے والے لاجواب ہوئے بغیر نہ رہے آپ نے تقریباً ہر اہم مسئلہ پر قلم اٹھایا اور جس مسئلہ پر آپ نے بحث فرمائی اس مضمون کو کسی پہلو سے بھی تشنہ نہ رہنے دیا اس سلسلہ میں آپ کے مضامین کتب اور تقاریر کی تعداد ۸۴ رہے۔

علم تاریخ و سیرت

اللہ تعالیٰ نے علم تاریخ کا حضور کو اتنا علم عطا فرمایا تھا کہ آپ ایک دور کے حالات پڑھ کر فوراً بتا دیتے کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور بہت سی متضاد روایات میں سے فوراً صحیح روایت اخذ کر لیتے تھے۔ حضور نے علم تاریخ اور سیرت پر جو کتب تصنیف فرمائی ہیں وہ اپنی افادیت اور اہمیت کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتی ہیں۔ اس موضوع پر کتب کی تعداد ۱۶ رہے۔

اسلام میں اختلافات کا آغاز ایک مقالہ ہے۔ جو حضرت فضل عمر نے ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر ۱۹۱۹ء میں ارشاد فرمایا۔ اس مقالہ میں حضور نے تاریخ اسلام کے اس انتہائی المناک اور دردناک دور کے حالات کا محققانہ تجزیہ کیا جو بالآخر حضرت عثمان رضی کی شہادت پر منتج ہوا تھا۔ اس جلسے کی صدارت مشہور مسلمان لیڈر سر عبدالقادر صاحب ایم اے نے کی۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا۔

"حضرات میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے۔ اور آج شام کو جب میں حال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں۔ لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں۔ اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی اور بجلی کے لیمپ کی روشنی (جو اوپر آویزاں تھا) میں ہے۔ حضرات جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو اس ادق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے خیال میں تو لاہور میں بھی کوئی شخص نہیں . . . .
میں سمجھتا ہوں کہ ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں۔"

(الفضل ۸ مارچ ۱۹۱۹ء)

علم اقتصادیات

بیسویں صدی میں امیر و غریب کے درمیان طبقاتی کشمکش کا ایک بڑا سبب اقتصادی ناہمواری ہے۔ حضور نے اس اہم موضوع پر جماعت احمدیہ کی بالخصوص اور دنیا کی بالعموم نہایت شاندار طریقے سے راہنمائی فرمائی۔ اس موضوع پر حضور نے جو کتب تصنیف فرمائیں اور ان کی تعداد چار ہے۔

علم سیاسیات

جماعت احمدیہ بنیادی طور پر ایک مذہبی جماعت ہے۔ سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر جب کبھی مسلمانان ہند کے حقوق کے تحفظ کا مسئلہ اٹھا تو جماعت نے بھرپور ساتھ دیا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل جب مسلمان سیاسی لیڈر ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشاں تھے۔ اور ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ بلند کیا جا رہا تھا۔ ان حالات میں حضرت فضل عمر نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے جو کوششیں اور جدوجہد فرمائی وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ مطالبہ پاکستان کے سلسلہ میں جب حضرت فضل عمر نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور بھرپور حمایت کا اعلان فرمایا تو اس وقت بعض ہندو اخبارات نے تحریر کیا کہ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ کابل جیسا سلوک ہو گا۔ تو حضرت فضل عمر نے فرمایا۔

"ہم اس لئے مطالبہ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں کہ مسلمان حق پر ہیں۔ خواہ وہ اس سے بڑھ کر ہمارے ساتھ سلوک کریں۔ ہم ان کے جائز مطالبات کی حمایت کرتے رہیں گے۔

(تلخیص الفضل ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء)

اس کے علاوہ حضور نے اہل کشمیر کے حقوق کی بحالی کے لئے زبردست جدوجہد فرمائی۔ حضور کی مساعی کے نتیجے میں بالآخر اہل کشمیر کو بہت سے حقوق مل گئے۔ حضور نے اس موضوع پر ۲۷ کتب تصنیف فرمائیں جو حضرت فضل عمر کی سیاسی فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ان تمام معرکۃ الآراء کتب میں سے ایک تصنیف "ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل" کے متعلق بعض افراد کے تبصرے درج ذیل ہیں۔

● علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال فرماتے ہیں۔

"تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ نہایت عمدہ ہے۔"

● ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد علی گڑھ لکھتے ہیں۔

"میں نے جناب کی کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی یورپ میں بہت اشاعت فرمائیں۔ ہر ایک ممبر پارلیمنٹ کو ایک ایک نسخہ ارسال فرمایا جائے۔"

● تحریک پاکستان کے نامور راہنما مشہور مسلم لیگی سیٹھ عبداللہ ہارون لکھتے ہیں۔

"میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے۔"

● سید حبیب احمد صاحب ایڈیٹر روزنامہ سیاست لکھتے ہیں۔

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو لانے میں آپ نے جس اصول اور عمل کی ابتداء کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطہ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ نگاہ سے مدلل بحث کر کے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق مدلل استدلال سے یہ کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل قدر اور قابل تعریف کام کیا ہے۔"

روزنامہ سیاست ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء

● اخبار انقلاب رقمطراز ہے۔

"جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے یہ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا ہے۔"

انقلاب ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء

● تحریک پاکستان کے نامور راہنما مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں۔

"ناشکر گزاری ہو گی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں یہ حضرات اس وقت اگر ایک طرف مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم و تجارت میں بھی انتہائی درجہ سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب کہ . . . . اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہو گا۔"

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء)

● ایک دفعہ حضرت فضل عمر نے خود فرمایا۔

"سر فضل حسین صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ سیاست میں کیوں دخل نہیں دیتے۔ مولوی فضل حق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال اور عبداللہ سہروردی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے سیاسی مرید ہیں اور ڈاکٹر محمود صاحب نے میرے ایک سیاسی رسالہ کا ذکر کر کے کہا کہ میں اسے ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیاسی امور میں بھی ہمیشہ میرا مشورہ ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ جب خلافت کانفرنس ہوئی تو مجھے بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ میں نے ایک رسالہ لکھ کر تقسیم کرانے کیلئے بھیج دیا اور اس میں بعض مشورے اس تحریک کی کامیابی

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاہ عبداللطیف بھٹائی

آرٹ (فن) ایک ایسا جادو ہے جس کا مقصد فطرت اور ماحول کو تبدیل کر کے انسان کیلئے بہتر زندگی اور بہتر سماج اور انسان کے درمیان جو ہلکا سا تضاد ہے اس کو خوشگوار شکل دینا آرٹ ہی کی سحر کاری ہے۔ جس آرٹ اور ادب میں یہ تاثر یا قوت نہیں وہ ادب یا آرٹ دفتر بے معنی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اوّل تو وہ تحریر جو فطرت اور ماحول کی عکاس نہیں ہے تمام تر قادر الکلامی کے باوصف آرٹ کے ضمن میں نہیں آسکتی۔ زندہ فنکار وہی ہے جو زندگی میں حرارت پیدا کرتے۔ سماج کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے اپنے دل و دماغ کی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دے۔ ایسا فنکار ہمیشہ عظیم آرٹسٹ اور عوامی رہنما بن کر حیات جاوید کے منصب عالی تک پہنچتا ہے۔

ایک پاکباز عوامی شاعر

شاہ عبداللطیف بھٹائی ایک سچے اور پاکباز عوامی شاعر تھے۔ عوامی شاعر ہمیشہ عوام کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں مگر انکی یہ حکمرانی روائتی صاحبان ثروت و سطوت سے مختلف ہوتی ہے یہ عوام سے دور نہیں ہوتے بلکہ عوام سے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ انکے دل کی دھڑکن بآسانی سن سکیں انکے دکھ درد کا مداوا کر سکیں۔ شاہ صاحب ان عوامی شاعروں کی صف اوّل میں مسکراتے ہوئے نظر آتے ہیں جن کے اعتبار فن۔ بالغ نظری اعلیٰ ذہانت و فطانت کو مقابل میں پیش کیا جاسکتا ہے وہ عوام کے رہنما ہیں۔ ترجمان بھی۔ نباض بھی ہیں۔ ریفارمر بھی۔ یہ خوبیاں شاہ صاحب کے کلام میں ستاروں کی طرح چمکتی نظر آتی ہیں۔ یہ خصوصیات اس لئے بھی اجاگر ہوتی ہیں کہ شاہ صاحب اپنے معاشرے سے باخبر تھے۔ رجحانات اور رسم و رواج سے آگاہ تھے عوام کے دلوں کی تہہ تک پہنچنا انکے لیئے کوئی مشکل مرحلہ نہ تھا۔ وہ منصب عالی رکھنے کے باوصف طبیعت کے اعتبار سے معاشرے کے ایک فرد تھے اور عوام کے اپنے ساتھی۔ ان کی سطح عوامی تھی۔

اتنی عوامی کہ شاہی بھی جہاں مؤدب اور سرنگوں نظر آئے۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ وہی فنکار عوام میں مقبول اور سربلند ہو سکتا ہے۔ جس کی سطح عوامی ہو جو خواص کے مفروضہ وقار کو نظر میں نہ لاتا ہو جو تخت نشینوں پر تنقید کرے اور عوام سے پیار۔

محبت اور اصلاح

شاہ صاحب نے اپنی تمام عمر عوام الناس کی محبت اور اصلاح کیلئے وقف کر دی تھی جس کا اندازہ شاہ صاحب کی تمام تر کہانیوں سے ہوتا ہے۔ شاہ صاحب کی تمام تر کہانیاں عوامی ہیں۔ ان میں عام لوگوں کی داستانیں ہیں۔ انہوں نے ان کہانیوں کے ذریعہ نہ صرف معاشرے کی اصلاح کی ہے بلکہ ایک خوش آئند زندگی اور صادق جذبہ پیدا کرنے کا درس بھی دیا ہے شاہ صاحب کی داستانوں کے کردار نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اتنے اہم اور جیتے جاگتے ہیں جو عوام و خواص کیلئے یکساں طور پر آئیڈیل بن گئے ہیں۔ ان داستانوں میں راست بازی شجاعت۔ ذہانت استقلال اور انہام و تفہیم کے جوہر نمایاں ہیں بڑے بوڑھوں سے سنتے آئے ہیں کہ سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے۔ شاہ صاحب کی تمام عمر سفر میں گزری۔ یہ سفر شاہ صاحب کیلئے تو وسیلہ ظفر نہیں کہے جا سکتے۔ البتہ وادئ مہران کے عوام الناس کیلئے نہ صرف وسیلۂ ظفر تھے۔ بلکہ ایک نوید تھے۔ بانگ درا تھے۔ ضرب کلیم تھے۔ شاہ صاحب کی حیات شاعرانہ میں بہت بڑا حصہ سفر کا ہے۔ انہوں نے قریہ قریہ، صحرا صحرا، گلشن گلشن سیاحت کے ذریعہ اپنے فیضان سے عوام کے قلوب کو دولت بیدار بخشی۔ اور اپنے نصب العین پر عمل پیرا ہونے کا درس دیا۔ اس طور پر نہ صرف یہ کہ عوام نیکی۔ استقلال اور عزم و عمل کی دولت سے مالا مال ہوئے بلکہ شاہ صاحب کو بھی عوام کی زبوں حالی اور خواص کی بے اعتدالی کا اندازہ ہوا ہے۔ یہ اسی سیاحی کا رد عمل ہے کہ

شاہ صاحب کے وضع کردہ راستے
آج بھی نشانِ منزل کا درجہ رکھتے ہیں

شاہ صاحب کے افکار کی بلندی تو ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ البتہ جوش جنوں میں یہ ضرور ہوا ہے کہ حقیقت کے حسن و قبح کو پہچاننے اور سمجھنے سمجھانے کی وہ سعی نہیں کی گئی جس کی ضرورت تھی۔ دراصل موازنہ کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں افکار کی بلندی مشکوک ہو۔ ہم نے شاہ صاحب کے کلام کے اصل اور سچے خدوخال کے فہم و ادراک کے بجائے دوسرے شاعروں اور مفکرین کے موازنہ کی غیر ضروری راہ اختیار کی۔ حالانکہ شاہ صاحب کے کلام میں اتنے ابعاد موتی ہیں۔ جو اپنی چمک دمک سے انسانی نگاہ اور دماغ کو خیرہ کر دیتے ہیں اور ذہن و فراست کو حیرت تماشا بنا دیتے ہیں۔

شاہ صاحب کا دور کوئی ترقی یافتہ دور نہ تھا۔ بلکہ ایک طور پر اس دور کو ایام جاہلیت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مگر شاہ صاحب کے علم و فضل اور غیر معمولی شاعرانہ فیوض کی روشنی میں بلاخوف و تردید یہ اظہار کیا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے دور کو ایک ایسا تاریخی دور بنا دیا جسے کوئی مورخ فراموش نہیں کر سکتا۔

روشنی کا مینار

شاہ صاحب کا دور وادیٔ مہران کے عوام کے لئے روشنی کا مینار بن چکا ہے۔ اور یہ روشنی کا مینار صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنے مقام پر ہے۔ تلاشِ جستجو کا شعور جتنا بڑھتا جائیگا اس روشنی کے مینار کی درخشندگی میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔

شاہ صاحب بلاشبہ عوامی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب ادراک صوفی شاعر بھی تھے۔ عبادت و ریاضت نے انہیں رتبۂ عالی دیا تھا۔ مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ شاہ صاحب کی مرشدی اور بزرگی دوسرے صوفیائے کرام کے درباروں کی طرح عوام سے دور نہ تھی بلکہ اس وصف عالی نے شاہ صاحب کو عوام سے قریب سے قریب تر کر دیا تھا۔ اور وہ مریدوں اور عقیدت مندوں سے بھی مساوات کا سلوک کرتے تھے بلکہ مریدوں کے ہمراز و دمساز تھے۔

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور 29 اکتوبر ۱۹۸۸ء)

شذرات

کہتے ہیں کہ سات ماہ کی بے تکان مسافت کے بعد روس کا سپیس شپ (SPACE SHIP) "فوبوس دو" (PHOBOS - II) مریخ تک جا پہنچا ہے۔ یہ واقعہ گذشتہ جنوری کے آخری ایام میں وقوع پذیر ہوا۔ اور روس کے سائنسدانوں کو مریخ کے چاند سے پہلی خبروں کی جلد دل موصول ہو گئی ہے۔ مریخ کے اس چاند کو فوبوس (PHOBOS) کہتے ہیں اور اگرچہ یہ سپیس شپ (SPACE SHIP) بھیجا تو مریخ پر گیا ہے۔ لیکن زیادہ تر یہ اپنی توجہ کو فوبوس پر مرکوز کرے گا۔ درحقیقت روسیوں نے گذشتہ جولائی میں "فوبوس ایک" اور "فوبوس دو" خلاء میں بھیجے تھے۔ کچھ مسافت طے کرنے کے بعد "فوبوس ایک" میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی اور وہ ناکارہ ہو گیا۔ لیکن "فوبوس دو" نے اپنا سفر جاری رکھا۔ اور یہ مریخ سے چالیس۔ پچاس میٹر کے فاصلے پر مریخ کے چاند کے متعلق تحقیقات کرے گا۔

کہا جاتا ہے کہ مریخ کا یہ چاند ایک اسٹرائڈ ہے جو مریخ نے قوت ثقل کی وجہ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اسٹرائڈ وہ چھوٹے چھوٹے سیارے ہیں جو مریخ اور مشتری کے درمیان قطار اندر قطار ملتے ہیں اور یہ سب کے سب مل کر سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ فوبوس بھی (ASTEROID) اسٹرائڈ ہے کیونکہ اس کی شکل بھی گول نہیں بلکہ کئی کونوں والی ہے۔ ایک اور چھوٹا سا چاند بھی مریخ کے گرد چکر لگاتا ہے اور اسکا نام ڈیموس (DEIMOS) ہے۔ جہاں تک فوبوس کا تعلق ہے۔ اسکا قطر ۲۷ کلومیٹر ہے ڈیموس کا صرف ۱۲ کلومیٹر۔ اگر فوبوس کامیاب رہا تو سائنس دانوں کو یہ معلوم کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی کہ اسٹرائڈ اصل میں کیا ہیں۔ اور اگر اس بات کی سمجھ آجائے تو شمسی نظامِ حیات اور اس کی ابتداء سے بھی واقفیت بہم ہو جائے گی۔

۱۹۷۰ میں امریکی سائنس دانوں نے جو سپیس شپ مریخ کیلئے بھیجا تھا اس نے تصاویر تو بڑی چمکیلی بھیجی تھیں لیکن کچھ زیادہ فاصلے سے یہ تصاویر لی گئی تھیں۔ مریخ کو سرخ سیارہ بھی کہتے ہیں کیونکہ جب زمین سے دیکھا جائے تو اسکا رنگ سرخ نظر آتا ہے۔ وہاں پر نہ پانی موجود ہے نہ ہریالی۔ وہاں زندگی کے کوئی امکانات نہیں۔ چاند پر تو نہ ہوا ہے نہ فضا۔ لیکن جہاں تک مریخ کا تعلق ہے یہ اپنی ایک فضا رکھتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ زمین کی فضا سے یہ ۲۰۰ واں حصہ ہے۔ لیکن چونکہ یہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ بہت زیادہ ہے اور پانی کے بخارات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اسلئے یہاں پر زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سیارہ ہمارا ہمسایہ ہے اور زمین کے بعد قریب ہی اسکی گردش آتی ہے۔ یہ ایک خاصا چھوٹا سیارہ ہے۔ اسکا قطر زمین کے قطر کا نصف ہے۔ اگرچہ اس کا سال زمینی سال سے بڑا ہے۔ زمین کے بارہ مہینے اسکے ۲۲ مہینوں کے برابر ہیں۔ اور اگر روس کی یہ تحقیقاتی کوشش کامیاب ہوگئی تو مریخ کے چاند کے متعلق انسانوں کو پہلی دفعہ واقفیت حاصل ہوگی۔

بڑوں کا ادب کرنے سے شعور میں جلاء پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ جلاء ذہن کو تیز کرتی ہے۔ اور ذہن کی تیزی معاشرہ میں کامیابی کے قریب سے قریب تر لے آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محترم ملک فضل حق خان صاحب

مکرم ملک ارشاد الحق خان صاحب

خدا تعالیٰ سے محبت

محترم ابا جان کا اکثر وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں گذرتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنا مزہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے حضور دعائیں کرنے میں آتا ہے اس کو میں اپنی زبان سے ادا نہیں کر سکتا" خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو عشق تھا۔ قریباً روزانہ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ سے آپ کی بچپن سے دوستی تھی اور حضور کے ساتھ جماعتی کام کرنے کے ان کو بہت مواقع میسر آئے۔ جماعت احمدیہ کی امامت پر متمکن ہونے سے قبل حضور پیر کالونی ہمارے گھر تشریف لائے اور دو گھنٹے قیام فرمایا۔ گاؤں کی پرانی باتیں کرتے رہے اور خوشی کا اظہار فرماتے۔ حضور ہمارے والد صاحب کو "شیخ صاحب" فرمایا کرتے تھے۔ محترم والد صاحب (قدرت ثانیہ کے مظاہر۔ ناقل) کے لئے بہت دعائیں کرتے اور انکی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے رہتے تھے۔

خدا تعالیٰ کی عبادت سے دلی لگاؤ

محترم والد صاحب مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے عبادت سے دلی لگاؤ رکھتے تھے۔ نمازیں اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے اور ہم سب کو وقت پر نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ نماز پر گھر کے سب افراد کو اٹھاتے تھے۔ پیر کالونی میں ہمارا گھر کافی عرصہ تک نماز کا سینٹر رہا۔ جمعہ کی نماز کے لئے ہم سب کو باقاعدہ بیت الذکر لے کر جاتے تھے۔ اکثر تہجد کی نماز ادا کرتے تھے اور خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا فرماتے تھے۔ وہ دعاؤں پر بہت یقین اور بھروسہ کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ دعا سے انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھتی ہے اور دل کو سکون اور قرار ملتا ہے۔ آپ دوسروں کیلئے دعا کرتے اور اپنے لئے دوسروں سے دعا کی تحریک کر کے ان سے وعدہ لیتے تھے۔ تکلیف کے وقت کمرے کا دروازہ بند کر کے خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے اور زور زور سے روتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔ اپنے بچوں کے لئے بھی اکثر دعائیں کرتے تھے۔

جماعت کے چندہ جات کی طرف خاص توجہ

محترم والد صاحب فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ چندہ جات وقت پر ادا کرنے پر بہت زور دیتے تھے۔ صدقہ دینے میں والد صاحب بہت جلدی کرتے تھے اور فرماتے کہ صدقہ دینے سے مشکلات آسانی میں تبدیل ہو جاتی ہیں، بُرا وقت ٹل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا رحم نازل فرماتا ہے۔

احمدی ہونے پر فخر محسوس کرتے

محترم ابا جان بہت فخر محسوس کرتے تھے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں ساری زندگی آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرنے سے پرہیز نہیں کیا اور دلی خوشی محسوس کرتے تھے کہ ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ماننے والوں میں سے ہیں۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ اگر ہم احمدی نہ ہوتے تو برباد ہو جاتے اور پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہوتا۔ آپ کا ہر ملنے والا غیر احمدی یہ جانتا تھا کہ آپ احمدی ہیں۔ شدید خراب حالات میں بھی اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرنے سے نہیں ڈرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ "احمدیت ہماری جان اور زندگی ہے"۔

عدل و انصاف کی صفت

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ والد صاحب کی طبیعت میں عدل و انصاف کا مادہ بہت زیادہ تھا اور کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی ہو۔ اور پوری کوشش کرتے تھے کہ ان سے کسی سے کوئی زیادتی نہ ہو۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ ہر چیز بانٹ کر دیتے تھے اور بعض اوقات قرعہ بھی ڈالتے تھے۔ اس لئے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو

اہل و عیال سے محبت اور ان کے لئے دعائیں

محترم ابا جان مرحوم بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ بچوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے۔ بچوں کو مارنے سے منع کرتے اور فرماتے کہ بچوں کو مارنا شرک ہے۔ سزا کی بجائے بچوں کے لیے سوز دل سے دعائیں کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے حضور بچوں کا نام لے کر دعا فرماتے تھے چھوٹے بھائیوں اور بہن سے ان کو زیادہ محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیک، وفادار اور ہمدرد بیوی دی۔ ہماری والدہ محترمہ آپ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کیلئے ہر وقت تیار رہتی تھی۔ آخری ایام میں جتنے دن آپ ہسپتال میں رہے والدہ محترمہ ان کے ساتھ ہر وقت رہیں اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک وفات پا چکی ہیں۔ دونوں کی اولاد سے ان کا برابر کا سلوک رہا۔ تمام بہن بھائی اپنے والد مرحوم کی خدمت میں مصروف رہے اور والدہ محترمہ کی ہر مشکل وقت میں مدد کرتے رہے۔

آپ کی طبیعت میں بہت زیادہ سادگی تھی آپ فرماتے کہ سادہ زندگی میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت رکھی ہے آپ صاف اور سادہ کپڑے پہن کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ اور سادہ کھانا کھاتے تھے۔ لباس میں ہمیشہ انہوں نے سادگی کو اپنایا۔

آپ نہایت محنت کش اور چست تھے۔ مشقت سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ انہوں نے محنت کی زندگی بسر کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت ڈالی۔ بچپن سے آپ کو گھوڑے پالنے کا بہت شوق تھا اور گھوڑ دوڑ میں شوق سے حصہ لیتے تھے اور اس میں مہارت رکھتے تھے۔

روزنامہ الفضل سے لگاؤ

محترم والد صاحب ... کی وجہ سے روزنامہ الفضل آج تک ہمارے گھر آ رہا ہے آپ کو الفضل سے بہت لگاؤ تھا اور ہر روز اسے غور اور توجہ سے پڑھتے تھے۔ باری باری سب کو اخبار الفضل پڑھنے کیلئے دیتے تھے کوئی خاص جماعتی ہدایت آئے تو سب کو اکٹھا کر کے اس خبر کو بلند آواز سے پڑھ کر سناتے۔ اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ اور ہر ایک کو الفضل باقاعدگی سے پڑھنے کی تحریک فرماتے۔

غیروں سے ہمدردی اور محبت بھرا سلوک

آپ کسی کا بھلا کر کے بہت خوشی محسوس کرتے تھے اور فرماتے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنے کا بہت بڑا ثواب ہوتا ہے۔ جو بھی شخص کسی کام کے سلسلہ میں آپ کے پاس آتا تو آپ پوری کوشش کرتے کہ اس کا کام ہو جائے۔ اگر خود نہ کر سکتے تو گھر میں کسی فرد کو کہتے کہ اس کا کام کر دو۔ غریبوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ بعض غریبوں کو کہتے کہ روزانہ ہمارے گھر سے کھانا لے جایا کرو۔ محلے کے لوگ آپ سے بہت خوش تھے کہ جب بھی کسی کو کار کی رات یا دن کے وقت ضرورت پڑتی تو ضرور اس کی اس صورت میں مدد کرتے تھے۔ کسی کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں مدد کرتے تھے۔ دوستوں کے بُرے وقت میں کام آنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپ کا سلوک ہر ایک سے نیکی کا ہوتا تھا اور نیک فطرت رکھتے تھے۔ غصہ بہت کم آتا تھا۔ ایسا عمل نہیں کرتے تھے جس سے کسی کو تکلیف ہو۔ ہر تکلیف میں آپ نے قوت برداشت کو دامن سے نہ چھوڑا

ڈاکٹر ذکی حسن صاحب سے آپ کا خاص تعلق رہا۔ ان کے زیر علاج رہے۔ کافی عرصہ سے ان کی دوستی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کو ہر ممکن مدد دی۔ ڈاکٹر نور صاحب کو بھی آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ اور علاج کے سلسلہ میں کافی مدد کی۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب ... کو جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔

لازمی چندہ جات
(چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ)
اور
تزکیہ اموال ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں
(ناظر مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ مساوات انسانی

سوال نمبر ۱:- انسانوں میں جو آپس میں مساوات سمجھی جاتی ہے وہ کن معنوں میں سمجھی جاتی ہے؟ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ کیا بلحاظ ذہنی اور کیا بلحاظ اخلاقی استعداد کے ایک انسان اور دوسرے انسان میں فطری طور پر بہت فرق ہوتا ہے اور پھر اسی قسم کا فرق قوموں میں بھی آپس میں ہوتا ہے اور افراد اور اقوام کی مختلف حالتوں کی توجیہ کرتے وقت ہم ہمیشہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں پھر مساوات کیسی اور اس کا کیا مطلب کہ اپنی اصلی حالت میں تو ہم سب پاک ہوتے ہیں اور بعد میں جو کچھ بنتے ہیں وہ ماحول اور اپنے اعمال کے اثرات سے بنتے ہیں۔

جواب:- آپ نے جو سوال لکھا ہے وہ بہت لطیف سوال ہے اور بہت لوگ اس سوال کا جواب نہ سمجھنے کی وجہ سے کئی قسم کی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں انسانی ترقی کے لئے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے بعض ایسے قوانین کی ضرورت ہے جو قوانین کے مختلف حالات کے ماتحت بدلتے ہیں کیونکہ تمام ترقیاں امکان تغیر کو چاہتی ہیں اگر تغیر نہ ہو تو ترقی بھی نہیں ہو سکتی۔ تغیر آگے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تغیر ذاتی اور ایک تغیر قومی۔ قرآن شریف میں ان دونوں تغیرات کا ذکر دو صفات الٰہیہ کے ماتحت بیان فرمایا ہے۔ تغیرات ذاتی کا ذکر صفت الرحیم کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور تغیرات قومی کا ذکر صفت مالک یوم الدین کے نیچے بیان فرمایا ہے انسانی اعمال کی اتنی جزاء جو اس کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ رحمت کے ساتھ آتی ہے اور وہ جزاء جو تمام اعمال کے مجموعہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے یا مختلف افراد کے مجموعی اعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ مالک یوم الدین کے نیچے۔ تمام قانون نیچر میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان صرف اپنے اعمال اور اپنے اندرونی تغیرات سے ہی متأثر نہیں ہوتا بلکہ اپنے گردوپیش کے حالات سے بھی متأثر ہوتا ہے۔ جب عارضی طور پر گردوپیش کے حالات سے وہ متأثر ہوتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے آباء کے حالات سے جن کے خون اور گوشت میں سے گذرتا ہوا آتا ہے متأثر نہ ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے شریف کون ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ یوسفؑ جس کا باپ نبی تھا پھر اس کا باپ نبی تھا پھر اس کا باپ نبی تھا اس کے یہی معنی ہیں کہ انسان بعض روحانی اور دماغی قوتوں کو بطور توارث حاصل کرتا ہے اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے چونکہ ان کے رنگ میں فرق تھا بعض نادان بعض دفعہ طنزاً کہہ دیا کرتے تھے کہ یہ اسامہ تو زید کا بیٹا معلوم نہیں ہوتا ایک شخص جو علم قیافہ کا ماہر تھا اس وقت جبکہ باپ بیٹا دونوں ایک چادر کے نیچے منہ لپیٹے ہوئے تھے وہاں سے گذرا اور اس نے دونوں کے پاؤں دیکھ کر کہا کہ یہ دونوں پاؤں باپ بیٹے کے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور آپؐ نے بار بار فرمایا کہ دیکھو یہ شخص جو علم قیافہ کا ماہر ہے کہتا ہے کہ یہ پاؤں باپ بیٹے کے ہیں یہ جسمانی تأثر کی مثال ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میاں بیوی اجتماع کے وقت دعا کرتے ہیں یعنی استعاذہ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں اللّٰھم جنبنا الخ۔ ان کا بچہ مس شیطان سے پاک ہوتا ہے۔ اس حکم میں بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بچہ اپنے ماں باپ کی روحانی قوتوں کا ایک حد تک وارث ہوتا ہے اگر ماں باپ کے اندر کوئی برائی ہو تو بچہ میں ایک حد تک وہ منتقل ہوتی ہے۔ لیکن اگر ماں باپ اپنے باہمی صحبت کے وقت اپنے خیالات کو کلی طور پر خدا کی طرف لگا دیں تو ان کی اس وقت کی توجہ جو اپنے اجتماع کے لحاظ سے بہت زیادہ قوی ہوتی ہے ان کے اس حصہ میلانات کے رستہ میں روک ہو جاتی ہے جو بدی کی طرف رغبت رکھتی ہوں اور جن کی نسبت خطرہ ہو کہ آگے بچوں میں منتقل ہو جائیں گے۔ پس یہ حکم بھی بتاتا ہے کہ ورثہ میں نیکی بدی ملتی ہے۔ پس جس قسم کی مساوات کا لوگ خیال کرتے ہیں وہ بالکل باطل ہے۔ جسمانی اور روحانی دونوں قانون میں ایسی مساوات ہرگز نہیں پائی جاتی۔ پھر سوال یہ ہے کہ اگر ایسی مساوات نہیں تو پھر انسان مجبور ہوا۔ جیسا کہ یورپ کے نئے قدری سائیکالوجسٹوں کا خیال ہے گو ایک حد تک یہ بات درست ہے لیکن باوجود اس کے مقدرت اور جزا سزا کے استحقاق میں اس سے کوئی رخنہ نہیں پڑتا کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے جزا اور سزا کے وقت ان تمام کمیوں کو جو ایسے حالات کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوئی ہوں جو اس کے اختیار میں نہ تھیں۔ مدنظر رکھا جاویگا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔ اس دن ایک ایسا وزن قائم کیا جائیگا جس میں کوئی باطل داخل نہ ہوگا۔ کسی قسم کی غلطی نہ ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ کے محاسبہ کے لحاظ سے مساوات قائم رہی۔ ہماری اپنی قوتوں کے لحاظ سے مساوات باطل ہو گئی مختلف انسان مختلف قوتوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں ان کی جسمانی قوتیں اور روحانی قوتیں مختلف ہوتی ہیں مگر بہت حد تک اپنی پیدائشی کمزوری کو دور کرنے کی طاقت روحانی طور پر بھی اور جسمانی طور پر انسان میں موجود ہوتی ہے اگر وہ کوشش کرے تو باوجود اپنی پیدائشی کمزوری کے اپنے نقائص کو دور کر سکتا ہے اور کرنے والے کرتے بھی ہیں۔ کمزوری کے جس حصہ کا دور کرنا اس کی مقدرت سے باہر ہو اور اسکے علم سے باہر ہو اس کا اجر اس کے حساب کے وقت میں اس کو مجرا دیا جاوے گا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ جزا اور سزا ہم نے نبیوں کے بھی اختیار میں نہیں رکھی۔ اس لئے کہ عالم الغیب صرف ہماری ذات ہے اور اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ اگر ایک انسان دوسرے انسان کے اعمال کا صحیح بدلہ بھی دے تو بھی وہ اسکے موجودہ اعمال کو مدنظر رکھ سکتا ہے۔ عمل کی دوڑ کے میدان میں جو مقام اس کو اپنی پیدائش کے لحاظ سے حاصل ہے اس کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ باوجود انبیاء کی اعلیٰ درجہ کی دیانتداری کے ان کا فیصلہ یقینی طور پر غلط ہوگا پس فرمایا یہ فیصلہ ہم انسان کے سپرد نہیں کر سکتے خواہ وہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو کیونکہ اس فیصلہ کے لئے اتنے متفاوت امور کا مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہی ہستی یہ فیصلہ دے سکتی ہے۔ جو اگلی اور پچھلی تمام مخلوقات کے تمام اعمال سے واقف ہو اور ان میں موازنہ کر سکے اور اگلی پچھلی تمام مخلوقات کی تمام قوتوں سے واقف ہو اور ان کا موازنہ کر سکے۔ چونکہ آپ اس فن کے ماہر ہیں۔ اس لئے مختصر جواب کو کافی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ان مختصر نوٹوں سے تفصیلی امور آپ خود اخذ کر سکیں گے۔

(ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۶ تا ۸)

درخواست دعا

مکرم پروفیسر عبدالقیوم صاحب بھٹی (ابن مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب بھٹی آف جیکب آباد) کیمسٹری میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے لیڈز یونیورسٹی انگلینڈ تشریف لے گئے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

اعلان گمشدگی

فضل عمر ہسپتال میں ایک بٹوہ گر گیا ہے جس میں کچھ نقدی۔ ایک انگوٹھی اور رومال تھا۔ جس صاحب کو ملے مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر مشکور ہوں۔

زیب النساء بیوہ خواجہ عبدالسلام صاحب۔ نزد خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار۔ ربوہ

بقیہ درخشندہ ثبوت

کے لئے دیئے مگر اس وقت کے کارپردازوں نے ان پر توجہ نہ کی۔ اور عمل کرنے سے انکار کر دیا مگر وفات سے کچھ عرصہ قبل مولانا شوکت علی صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ فلاں فلاں وجہ سے ہماری تحریک فیل ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مشورہ آپ لوگوں کو دیا تھا۔ اگر آپ ان پر عمل کرتے تو آج ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے آپ کا وہ رسالہ نہیں ملا سو اللہ تعالیٰ نے سیاسیات میں بھی مجھے راہنمائی کی توفیق دی۔"

تقریر لدھیانہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء

صرف خاکسار نے چند ظاہری علوم کا ذکر بطور نمونہ کیا ہے ورنہ کوئی بھی ایسا علم نہیں جس پر حضرت فضل عمر نے روشنی نہ ڈالی ہو اور دنیا سے اپنی علمیت کا لوہا نہ منوایا ہو۔ کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ آپ کو خود اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہری و باطنی سے پر فرمایا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے بارہ میں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ارشاد

"جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسر روزگار ہوئے........ وہ اس وعدہ میں شامل نہیں ہو سکے........ بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے اور خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں...... بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں..... انکو مالی قربانی میں فوراً شامل کرنا ان کی زندگی کے لئے اور ان کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینا ہے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ اتنی عظیم الشان تحریک ہے جو صد سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے........ گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لے کر اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پر پھیلا دے گا.......اتنی عظیم الشان قربانی کا وقت ہو اور آپ بچاروں کو محروم رکھیں یہ...... ناجائز بات ہے۔ یہ ظلم ہے ان لوگوں پر.......

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس کے لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے اس طرح جس طرح WAR FOOTING کہتے ہیں جہاد کی روح کے ساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء)

وکیل صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والوں بچوں کو وقف نو میں پیش کریں ـــ (وکیل الدیوان)

خبریں

● ـــ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں ممبر ملکوں کے درمیان اقتصادی، تجارتی، سائنسی، فنی اور ثقافتی تعاون کے فروغ کے لئے کئی فیصلے کئے گئے ہیں۔ اور یہ فیصلے مسلمانوں کی بھلائی میں اہم کردار سرانجام دیں گے۔ ان میں مشرق وسطیٰ، افریقہ، اور جنوبی ایشیا میں ہتھیاروں سے پاک علاقہ کے قیام، غیر ایٹمی ممالک کے خلاف ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال نہ کرنے کو یقینی بنانا اور اسلامی امہ کی سلامتی و استحکام ایسے مسائل شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کا اقوام متحدہ کی قراردادوں اور شملہ معاہدہ کی روشنی میں فوری اور منصفانہ حل ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ کانفرنس میں شیطانی آیات کے خلاف پاکستان میں پائے جانیوالے غم و غصہ اور مصنف اور کتاب کے خلاف کئے جانے والے حکومت کے اقدامات کا بھی ذکر کیا گیا۔

● ـــ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے وزرائے خارجہ نے گذشتہ روز کے اپنے اجلاس میں افغانستان کی عبوری حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ عبوری حکومت کے وزیر خارجہ انجینئر گلبدین حکمت یار نے اجلاس میں افغانستان کی خالی نشست حاصل کی۔ یہ نشست ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد سے خالی تھی۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے وزرائے خارجہ کا یہ فیصلہ مجاہدین کے لئے ایک فتح اور زبردست کامیابی کے مترادف ہے۔

● ـــ سیکرٹری ڈیفنس پروڈکشن میجر جنرل طلعت احمد نے کہا کہ چین کے تعاون سے جدید ترین جنگی طیاروں کی تیاری شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان نے امریکہ کے تعاون سے ہیلی کاپٹر تیار کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ جدید ترین میزائل، راڈار سیٹلائٹ، طیارہ شکن توپیں اور راکٹ لانچرز بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اور جلد ہی ہر قسم کے ہتھیاروں میں ملک کو خودکفیل بنا دیا جائے گا۔

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر مبارک
ملک پراپرٹی ڈیلر
جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
ملک زیاد عمر اسد ابن ملک فضل عمر
گول بازار ـــ ربوہ

موٹاپا کورس OBESITY COURSE
ایک ماہ کی ادویات کا کورس قیمت ـــ ۶۰/- روپے
لٹریچر ۳/- روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون
سیلز: ۷۷۱
کلینک: ۶۰۶
رہائش ڈاکٹر: ۶۰۷

صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کی
مقدس تقریب سعید پر
احباب جماعت کی خدمت میں دلی مبارکباد اور ہدیۂ تبریک
محتاجِ دعا
سید نذیر احمد شاہ و خاندان حضرت سید عبدالرحیم شاہ صاحب آف بھگلہ ضلع مانسہرہ